ڈاکٹر عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ

ٹھنڈی تھی جس کی چھاؤں وہ دیوار گر گئی

"کیا بات ہے آج آپ کچھ غیر معمولی خوش نظر آ رہے ہیں۔ کوئی بڑے عالم تشریف لائے ہیں یا کوئی جماعت آئی ہے۔"

صبح کے وقت بیوی نے میاں سے پوچھا۔ نہیں کوئی عالم تشریف نہیں لائے۔ آج رات ایک خواب دیکھا ہے کہ طبیعت اب تک باغ باغ ہے۔ مجھے میرا مکان دکھایا گیا کہ جس میں سونے چاندی کی اینٹیں لگی ہوئی ہیں اور میں اندر داخل ہو جاتا ہوں۔ ایک پر کشش الماری میں خوبصورت برتن لگے ہوئے ہیں کہ کبھی دیکھے نہ سنے۔ میں نے اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو آواز آئی...."ابھی وقت نہیں آیا۔"

اس واقعہ کے تین سال بعد ۳۰ مئی ۱۹۹۵ء بروز منگل صبح تقریباً آٹھ بجے یہ خواب دیکھنے والے بزرگ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کا نام ڈاکٹر عبدالرحیم ہے۔ شکر گڑھ کے ایک ممتاز عالمِ دین، تبلیغ کے مقصد کے لئے اللہ کی راہ میں نکلی ہوئی ایک شخصیت کہ جس کی موت اور جنازے پر ایک زمانے کو رشک آیا۔ وہ گھر سے دس دن کے لئے تبلیغی مرکز رائے ونڈ آئے تھے مگر چوتھے دن جسم کے دائیں جانب فالج کا حملہ ہوا اور گر پڑے۔ ابتدائی طبی امداد کے بعد انہیں ایمبولینس پر لاہور میو ہسپتال لایا گیا۔ علاج معالجے کی پوری کوشش کی گئی۔ مگر موت کا وقت آ چکا تھا وہ ہم سے روٹھ کر بہت دور جا چکے تھے.....اور

جاتے ہوئے چہرے تو دیکھے ان غم دیدہ آنکھوں نے
آج تلک پیغام نہ آیا روٹھ کے جانے والوں کا

مرحوم کے بڑے بھائی محترم محمد شیث کا کہنا ہے کہ جب جنازہ لے کر ہم قبرستان کی طرف جا رہے تھے میں نے دیکھا کہ بازار میں بنک کے پاس کاروں کی ایک قطار ہے پوچھا کیا بات ہے کوئی بنک انکوائری ہے بتایا گیا کہ نہیں۔ تبلیغی مرکز رائے ونڈ، لاہور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ اور نارووال کے عالم حضرات جنازے میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہیں۔ شکر گڑھ سے بھی تقریباً ہر مکتب فکر کے علما، وکیل، دانشور، اساتذہ، تاجر، عام لوگ جنازے میں شامل تھے۔ جنازے سے پہلے بزرگ علما نے مرحوم کے بڑے بیٹے محمد عمران کی جانشینی کے طور پر دستار بندی کی۔ مرحوم کے تین بیٹے ہیں اور تینوں حافظِ قرآن ہیں اور باپ کا کوئی عطیہ اپنے بیٹے کے لئے اس سے بڑھ کر نہیں کہ اس کی تعلیم و تربیت اچھی کرے۔ نماز جنازہ مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ کے مفتی مولانا محمد عیسیٰ خان نے پڑھائی۔ کچھ عزیز رشتہ دار دور سے آنے کی وجہ سے دیر سے پہنچے اور چہرہ دیکھنے کے لئے اصرار کرنے لگے۔ علماء سے پوچھ کر چہرے پر سے کفن ہٹایا گیا۔ مرحوم کے بھائی کا

بیان ہے کہ مرحوم کا چہرہ مطمئن، مسکراتا ہوا سندوری سا ہو چکا تھا۔ ان کی عمر ساٹھ سال تھی، مگر ایسے لگتا تھا جیسے ۲۵ سال کا عبدالرحیم میرے سامنے ہو۔ میں نے ایک عالم سے اس کا سبب پوچھا۔ بتایا گیا کہ نیک آدمی کو جنازے کے بعد اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے۔ جنت میں اس کی خوبصورت رہائش گاہ کے دروازے پر اس کے نیک عزیز رشتہ دار جو اس سے پہلے مر چکے ہوتے ہیں اس کے استقبال کے لئے کھڑے انہیں دکھائے جاتے ہیں تو انہیں دیکھ کر وہ خوش ہوتا ہے۔ ماضی قریب کا ایک واقعہ سوانحی تذکروں میں موجود ہے کہ سیرت طیبہ کی معروف کتاب "النبی الخاتم" کے مصنف مولانا سید مناظر احسن گیلانی کو جنازے کے بعد جب دیکھا گیا تو ان کے بڑھاپے والے سفید بال سیاہ ہو چکے تھے، جسم بھرا ہوا تھا اور وہ جوان دکھائی دے رہے تھے۔ حدیث کے اس مفہوم کے مطابق کہ جنت میں جوان ہوں گے کوئی بوڑھا یا بچہ نظر نہیں آئے گا۔"

مرحوم مولوی عبدالرحیم شکر گڑھ کی ایک غیر متنازعہ شخصیت تھے۔ متحمل مزاج، اور دھیمے لہجے میں بات کرنے والے تھے، رشتے دار تو رشتے دار، علاقہ کے تمام طبقات میں انکا یکساں احترام تھا۔ ہر شخص کہہ رہا تھا کہ ان کی وفات سے شکر گڑھ میں ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے کہ پُر نہیں کیا جا سکتا ہے۔

انتظامیہ کے ایک اعلیٰ افسر کو جنازے کے دوسرے دن پتہ چلا کہا افسوس! میں جنازے میں شامل نہ ہو سکا میرا یقین ہے ایسے نیک آدمی کے جنازے میں شرکت سے گناہ معاف نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان میں کمی ضرور کر دیتا۔

مرحوم اپنے نام کے ساتھ ایک عرصہ "صدیقی" تحریر کرتے رہے۔ مگر وہ صدیقی نہیں تھے یہ بات انہوں نے میری موجودگی میں ملتان میں محترم سید عطاء المحسن بخاری سے کہی۔ جب شاہ جی نے ان کے نام کے ساتھ صدیقی کہہ کر کسی سے ان کا تعارف کرانا چاہا۔ تو انہوں نے فوراً کہا شاہ جی! میں نے تحقیق کی ہے اور جب سے مجھے پتہ چلا ہے کہ ہم صدیقی نہیں ہیں میں نے صدیقی لکھنا اور کہلانا چھوڑ دیا ہے۔ ایک دفعہ گھر میں بڑے بیٹے کی شادی کی بات چل رہی تھی۔ گھر والوں نے کہا فلاں جگہ بہتر رہے گی، مرحوم نے کہا فلاں جگہ۔ تکرار بڑھی تو مرحوم کہنے لگے جہاں میں کہتا ہوں۔ شادی وہیں ہو گی۔ چند روز بعد بیوی سے کہنے لگے میں غلطی پر تھا میں نے سوچا کہ ہر معاملہ تو اللہ کی طرف سے ہوتا ہے میں کون ہوتا ہوں کہنے والا کہ جہاں میں چاہتا ہوں بچے کی شادی وہیں ہو گی۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ شادی سب کے مشورے سے ہو گی کیونکہ مشورے میں اللہ کی رضا شامل ہوتی ہے۔ آپ ایک سچے مسلمان تھے اپنی زندگی دین کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے بے پناہ محبت تھی اور ختم نبوت کے مشن سے آپ کو والہانہ لگاؤ تھا۔ ایک عرصہ مجلس تحفظ ختم نبوت سے منسلک رہے۔ چوک بخاری شکر گڑھ میں دین کی ترویج و اشاعت کے لئے مدرسہ قائم کیا۔

خاندان میں واحد شخصیت تھے جو چھوٹے بڑے کی تمیز کئے بغیر ہر ایک کو نماز کی تاکید کرتے جب بھی ملتے نماز کا ضرور پوچھتے۔ ایک دفعہ گھر میں رشتہ دار آئے ہوئے تھے صبح سب کو نماز کے لئے جگایا ایک

کمرے کا دروازہ بند تھا پوچھا اس میں کون ہے؟ بتایا گیا کہ مہمان ہیں، کہا۔ مہمانوں کو نماز کے لئے بیدار کرنا تو صاحب خانہ پر واجب ہے اور انہیں جگا کر اپنے ساتھ مسجد لے گئے۔ ایک دفعہ عشاء کی نماز پڑھ کر آئے دیکھا بڑے بھائی کے گھر میں خاندان کے جوان ٹی وی پر جمع ہیں۔ غصہ آیا کہ ٹی وی کی وجہ سے یہ لوگ نماز پڑھنے نہیں گئے کرسی اٹھا کر ٹی وی پر دے ماری اور سب نے بھاگ کر جان بچائی۔ کہ

باتوں سے بھی بدلی ہے کسی قوم کی تقدیر
جگنو کی چمک سے کہیں جاتے ہیں اندھیرے
اب قلم کے نغموں سے ابھرتی ہیں شعاعیں
ہوتے تھے کبھی وقت نمازوں میں سویرے

مرحوم کو راقم کے ساتھ قلبی محبت وانس تھا۔ کئی مواقع پر انہوں نے میری رہنمائی کی اور میں نے اُن سے بہت کچھ سیکھا۔ ۱۹۶۹ء میں راقم کے ایک خط کا جواب انہوں نے لکھا اسے پڑھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ موصوف کتنے ذاکر و شاغل آدمی تھے، لکھتے ہیں۔

بسم اللہ

عزیزم حبیب الرحمن صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

مزاج گرامی!

کافی دنوں سے آپ کا خط محفوظ تھا بعض مصروفیات کی وجہ سے جواب میں تاخیر ہو گئی ہے۔ آج والد(۱) صاحب دامت برکاتہم سے رابطہ پیدا کر کے جواب لکھ رہا ہوں ۔ والد صاحب فرماتے ہیں کہ

۱۱/۱۱ مرتبہ درود شریف ابتدا اور آخر میں پڑھیں اور درمیان ایک سو مرتبہ قل شریف پڑھنا ہے۔ قل شریف پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ قل ھو اللہ احد ، اللہ الصمد ، اللہ الصمد ، اللہ الصمد ایک سو مرتبہ پڑھ کر پھر لم یلد ولم یولد آخر تک پڑھیں اس طرح یہ ایک دفعہ قل شریف ہوا اسی طرح سو مرتبہ قل شریف یومیہ پڑھنا ہے یعنی ایک تسبیح روزانہ ، زوال کا وقت نکال کر جو نسا مناسب وقت ملے پڑھ لیا کریں ۔ پڑھنے سے مندرجہ ذیل فائدے حاصل ہوں گے۔

۱۔ اطمینان قلب، ۲۔ دنیا سے بے نیازی، ۳۔ خودداری

والسلام عبد الرحیم، شکر گڑھ

۲۷.۵.۶۹

(۱) مولانا عبد المجید پٹھان کوٹی رحمہ اللہ
فاضل دیوبند۔

میرے نزدیک انکا وجود خاندان کے لئے باعث رحمت تھا۔ وہ ایک ہر دلعزیز شخصیت، ایک روشن درخشندہ ستارہ تھا۔ جو پٹھانکوٹ کے ایک متوسط گھرانے کے افق پر آج سے ساٹھ سال پہلے طلوع ہوا۔ صاف

ستھری زندگی بسر کی اور دین کے لئے جدوجہد کرتے ہوئے مسکینی کی حالت میں عید گاہ شکر گڑھ کے قبرستان میں ۳۰ مئی ۱۹۹۵ء کی رات دس بجے ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا اور صبح دم تازہ قبر پر رات کے پڑے ہوئے گلاب کے پھولوں نے آسمان کی طرف منہ کر کے فریاد کی کہ ہمیں ہماری شبنم سے ملا دیں۔ انھیں کیا خبر تھی کہ آسمان اپنے ستارے بھی کھو چکا ہے کہ

یہ نہ شبنم ہے نہ بھٹکے ہوئے تاروں کا ہجوم
رات کی لاش پہ ٹپکے ہیں سحر کے آنسو!

دعاء صحت

جانشین امیر شریعت کی شدید علالت

حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری دامت برکاتھم شدید علیل ہیں۔ اور گھر پر زیر علاج ہیں احباب ان کی صحت یابی کے لئے خاص طور پر دعاء کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت و سلامتی عطاء فرمائے اور ان کا سایہ ہم پر قائم رکھے (آمین)

قادیانیوں کے یہودیوں سے روابط اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں!
ایک تحقیقی کتاب۔ جس کے کسی حوالہ کو کوئی مرزائی آج تک رد نہیں کر سکا۔

ابو مذثرہ

قادیان سے اسرائیل تک

قیمت =/60روپے

بخاری اکیڈمی مہربان کالونی ملتان۔